احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور (یو کے شاخ)

دارالسلام، ۱۵ سٹینلے ایونیو، وتمبلے، یو کے HA0 - 4JQ

فون نمبر 01753 692654 / 020 8542 2024 / 020 8900 2348

یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

بلیٹن اپریل ۲۰۰۸ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اپریل میٹنگ

اسلام علیکم۔
آپ سے درخواست ہے کہ جماعت کی ہر میٹنگ میں خود شامل ہوں اور اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو بھی ساتھ لائیں۔

جائے وقوع :۔ دارالسلام
تاریخ :۔ ۱۲ اپریل ۲۰۰۸ء
وقت :۔ ۳ بجے سہ پہر
موضوع :۔ مدرز ڈے

ہمارے نبی

میرا موضوع نبی کریم صلعم کا اسوہ حسنہ ہے لیکن نبی کریم کی زندگی پر کچھ کہنے سے پہلے میں ایک بات دھرانا چاہوں گا۔ دینا کے بہت سے ممالک میں عید میلاد النبی بڑے جلسوں اور جلوسوں سے منائی جاتی ہے۔ خدمتِ اسلام کے نام پر لاکھوں، بلکہ شاید اس سے بھی بڑھ کر، کی رقم سڑکیں سجانے اور عمارتوں پر چراغاں کرنے پر خرچ کی جاتی ہے۔ حالانکہ اُن ممالک کے عوام کو تعلیم اور علاج وغیرہ کی سہولتوں تو ایک طرف شاید پینے کو صاف پانی بھی نہیں ملتا اور نہ ہی اُن کے گھروں سے گندے پانی کے نکاس کا کوئی انتظام ہے۔ مجھے یقین ہے کہ خدا اور اُس کے رسول ﷺ اِس بات کو ترجیح دیں گے کہ یہ پیسہ غریبوں کی حالت بہتر بنانے پر خرچ کیا جائے۔

اِن تقریبوں کا ایک اور حیران کُن پہلو یہ بھی ہے کہ وہ لوگ جو اِس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ عید میلاد النبی دینِ اسلام کا ایک جُز ہے اُن میں بیشتر رشوت لیتے ہیں، لوگوں کا حق مارتے ہیں، کمزوروں اور غریبوں سے بُرا سلوک کرتے ہیں اور وہ خود اِنتہائی متکبر ہیں۔ افسوس ہے کہ اُن کے اپنے کردار اُس انسان ﷺ کے کردار سے جس کی سالگراہ وہ منا رہے ہیں کتنے مُختلف ہیں۔ بہت سے احباب شکایت کریں گے کہ میں سخت کلامی کرتا ہوں لیکن کیا یہ مُنافقت نہیں۔

یہ موقع منانے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ لوگ مل کر اُن اعتراضات کے جو کہ معترض نبی کریم صلعم اور اسلام پر کرتے ہیں جوابات پر غور کیا جائے اور سوچا جائے کہ تبلیغ اسلام کے لیئے کون سے وسائل کی ضرورت ہے۔ سب مل کر اِس بات پر بھی غور و خوض کر سکتے ہیں کہ نبی کریم کے اخلاق کا انعکاس ہماری زندگیوں میں کس طرح ہو۔ لیکن یہ تو مشکل کام ہے اس لیئے ہم روشنی کر کے، جلوس نکال کے اور کچھ نعتیں گا کر سمجھتے ہیں کہ ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔

ہمیں یہ سمجھ ہی نہیں کہ سنت کی پیروی کا مطلب کیا ہے۔ کچھ لوگ ظاہری چیزوں پر زور دیتے ہیں، مثلاً وہ سمجھتے ہیں کہ صرف داڑھی رکھنے سے یا اُس کی لمبائی درست کر لینے سے اگلی دنیا میں بڑا ثواب ملے گے۔ اگر سنت پر عمل کرنے کا مطلب یہ ہی ہے تو پھر ہم اِس قسم کی دوسری چیزوں پر زور کیوں نہیں دیتے؟ نبی کریم ﷺ تو ایک کھردرے بستر پر سوتے تھے۔ کیا ہمارے بستر کھردرے ہیں؟ نبی کریم نے تو کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا تھا۔ کیا ہم بھی یہ ہی کرتے ہیں؟ نبی کریم گھوڑے یا اونٹ پر سفر کرتے تھے۔ کیا ہم بھی اسی طرح سفر کرتے ہیں؟ آپ نے جنگ تلوار وغیرہ سے لڑئی۔ قرآن میں بھی لکھا ہے کہ دشمن کے مقابلے کے لیئے توانا گھوڑے تیار رکھو! کیا کوئی مولوی یہ تجویز کرتا ہے کہ تمام مسلمان ممالک اپنی فوجوں کو تلواروں اور برچھیوں سے لیس کریں اور جنگ میں گھوڑے اور اونٹ استعمال کریں؟ یہ رحمت العالمین کی سنت سے مذاق ہے۔ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ فرش پر بیٹھتے تھے لیکن ہم اب زمین پر نہیں بیٹھتے تو کیا ہم نے سنت پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے؟

سنت کی پیروی کا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی زندگی سے جو سبق ہمیں ملتے ہیں ہم اُنہیں اپنی زندگی میں نافذ کریں نہ یہ کہ بغیر سوچے سمجھے جسمانی حرکات کی نکل کریں۔ نبی کریم کا اسوہ حسنہ ہر انسان کو، خواہ اُس کا تعلق کسی بھی طبقے سے ہو، دکھاتا ہے کہ کس اخلاق کا مظاہرہ کیا جائے۔ وہ یتیم تھے اور آپ نے یتیموں کے لیئے ایک مثال قائم کی کہ ایک پُر وقار اور باعزت زندگی کس طرح گُزاری جائے۔ ایک یتیم کو کامیالی کے لیئے امیروں اور طاقتوروں سے بھیک مانگنی ضروری نہیں۔ جب حضور خود امیر اور با اقتدار ہوئے تو آپ نے یہ مثال قائم کی کہ اِن حضرات کو یتیموں سے کیا سلوک کرنا چاہیے۔ قرآن بھی ہمیں یہ تعلیم ہی دیتا ہے کہ یتیم ہمارے بھائی بہنیں ہیں۔ نبی کریم نے ہمیں تصویر کے دونوں رُخ دکھائے۔ شروع میں آپ غریب

تھے تو یہ مثال قائم کی کہ کامیابی کے لئیے غریبوں کو جھوٹ اور دھوکے کی ضرورت نہیں۔ آپ نے یہ مثال بھی قائم کی کہ غریبوں کو امیروں سے احسانوں کی بھیک مانگنے کی ضرورت نہیں۔ آپ نے اپنے عمل سے یہ بھی ثابت کیا کہ دولت کا حصول ہی زندگی کا مقصد نہیں۔ اُس وقت جب آپ کے پاس سارے عرب کے خزانے تھے تو بھی آپ ایک سادہ زندگی ہی بسر کرتے رہے۔ آپ ایک کھردرے بستر پر سوتے رہے، پیوند لگے کپڑے پہنتے رہے اور کبھی کبھی پیٹ بھی کر کھانا نہ کھایا۔

کاروباری حضرات کہتے ہیں کہ جھوٹ بولے بغیر منافع نہیں ہو سکتا۔ حضرت نبی کریم ایک انتہائی کامیاب تاجر تھے اور ہمسایہ ملکوں میں تجارتی کارواں لے کر جاتے تھے لیکن آپ کو کبھی بھی اِن ہتھکنڈوں کے استعمال کی ضرورت نہیں پڑی۔ آپ تو سچائی اور ایمانداری کی مثال تھے اور آپ کو اہل مکہ نے الامین کا لقب دے رکھا تھا۔ جب خدا تعالیٰ نے آپ کو دعوت عام کا حکم دیا تو اپنی نبوت کے ثبوت میں آپ نے اپنا کردار پیش کیا۔ آپ نے ہر مشکل کا مقابلہ صبر سے کیا۔ مکہ میں تیرہ سال تک آپ نے ظلم و ستم برداشت کیا۔ آپ کے ساتھیوں کو ہر طرح کی تکلیفیں دی گئیں، اُنہیں قتل کیا گیا اور خطرہ تھا کہ شاید ساری امت ہی ختم کر دی جائے۔ جب آپ اپنی دعوت لے کر طائف گئے تو آپ پر اِس شدت سے پتھراؤ کیا گیا کہ آپ کے جوتے خون سے بھر گئے۔ جب آپ سے کہا گیا کہ آپ دُعا کریں کہ خدا تعالیٰ اہل طائف کو سزا دے تو آپ نے صرف اُن کی ہدایت کی دعا ہی کی۔ جب ظلم و ستم کے باوجود نبی کریم کی ثابت قدمی میں فرق نہ آیا تو پھر لالچ کا حربہ استعمال کیا گیا۔ آپ کو دولت، حکومت، عورت ہر چیز پیش کی گئی لیکن حضور کے ایمان میں ذرہ بھر فرق نہ آیا۔ ہر طرف سے مایوس ہو کر دشمنان نے آپ کو قتل کر دینے کا منصوبہ بنایا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے آپ کو دشمنوں کے منصوبوں سے مطلع کر دیا اور آپ حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر چھوڑ کر، حضرت ابو بکرؓ کو ساتھ لے کر مکہ شریف سے ہجرت کر گئے۔ نبی کریم کا ایمان اتنا مضبوط تھا کہ جب دشمن پیچھا کرتے کرتے غار کے منہ تک پہنچ گئے اور حضرت ابو بکرؓ نے ڈر کہا کہ ہم صرف دو ہیں تو حضور نے فرمایا کہ نہیں ہم تین ہیں اسلئیے کہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔

جب ہمارے پاس دوسرا کوئی راستہ نہ ہو تو رواداری کا اظہار کرنا آسان ہے۔ لیکن ہجرت کے کچھ عرصہ بعد نبی کریم مدنیہ کے حاکم بن گئے۔ حضور نے مدینہ کے سب باسیوں سے ایک سا سلوک کیا۔ نہ مسلمانوں کو کلمہ گو ہونے کی وجہ سے فوقیت دی جاتی تھی اور نہ ہی غیر مسلموں سے اُن کے عقائد کی بنا پر تعصب برتا جاتا تھا۔ جب حضور سے درخواست کی گئی کہ ایک سردار کی بیٹی کو سزا نہ دی جائے تو نبی کریم نے فرمایا کہ اگر حضرت فاطمہؓ بھی ہوتیں تو اُنہیں بھی یہ ہی سزا دی جاتی۔ قانون کے نفاذ میں سیاسی سوچ کا کوئی دخل نہ تھا۔ لوگ اسلام کی طرف مائل اسلئیے ہوئے کہ نبی کریم ﷺ اور اُن کے صحابہؓ نے دوسرے مذاہب کے پیروں سے عزت سے پیش آنے، مساوات، انصاف اور قانون پر عمل کی مثال قائم کی۔

حکومتی معاملات میں نبی کریم ساری قوم سے مشورہ کرتے۔ مسائل پر کھل کر بحث ہوتی اور ہر ایک اپنی رائے دیتا۔ بات چیت کے بعد اکثریت سے جو بھی فیصلہ ہوتا، نبی کریم خوشی سے قبول کر لیتے چاہے وہ اُن کی اپنی رائے کے خلاف کیوں نہ ہوتا جیسا کہ جنگ اُحد کی مثال سے ظاہر ہوتا ہے۔ ہر مسلئہ میں نبی کریم صحابہؓ سے مشورہ کرتے اور خدا تعالیٰ سے دُعا۔

میدان جنگ میں آپ خود فوجوں کی قیادت کرتے۔ یہ نہ کرتے کہ خود تو آرام سے گھر بیٹھے رہتے اور دوسرے اپنی جانیں قربان کرتے رہتے۔ بہادر اتنے کہ ایک موقع پر جب فوج پسپا ہونے لگی تو صرف نبی کریم ہی ثابت قدم رہے اور اپنی جگہ کھڑے فوج کا حوصلہ بڑھاتے رہے۔ آپ نے کام کرنے کو عزت اور وقار دیا۔ کام کیسا بھی ہو لیکن ایمانداری سے کام کرنے والوں کی عزت افزائی کی۔ خود بھی ہر کام کیا۔ دفاع کے لئیے خندقیں کھودی، اور گھر میں کپڑے یا جوتے مرمت کرنے کی ضرورت ہوئی تو وہ بھی کر دیا۔

نسل، دولت، اثر و رسوخ وغیرہ کو باعث افتخار قرار نہ دیا۔ نسلی امتیاز ممنوع قرار دیا۔ سب، آدمی ہوں یا عورت، برابر قرار پائے۔ ایک کو دوسرے پر فوقیت صرف اخلاق اور کردار کی بنا پر تھی۔ خواتین کو روحانی، مذہبی اور دنیاوی لحاظ سے مردوں کے برابر قرار دیا۔ نبی کریم اپنی دائی حلیمہ کا انتہائی احترام کرتے تھے۔ اُمہات المومنین کے ساتھ شفقت کے ساتھ پیش آتے اور اُن کا خیال رکھتے۔ نبی کریم نے اِس عقیدہ کو منسوخ کیا کہ خواتین موروثی گناہ کے باعث ازلی، ابدی گناہگار ہیں۔ اور یہ خیال بھی کہ خانگی تعلقات یا درد زہ کوئی گندگی ہے یا یہ حوا کے گناہ کی سزا ہے۔

جانوروں تک کو حقوق عطا فرمائے۔ اُن پر زیادہ بوجھ ڈالنا اور تفریح کے لئیے اُنکی ایذا دہی ممنوع قرار دی۔ حلال کرنے کے متعلق حکم دیا کہ تیز چھری استعمال کی جائے اور پھُرتی سے جانور کو حلال کیا جائے۔ کہا جاتا ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم نے صرف اس لئیے فوج کو راستہ بدلنے کا حکم دیا کہ راستے میں ایک کتیا جنم دے رہی تھی۔ ایک دوسرے موقع پر آپ نے ایک فاحشہ کو صرف اس وجہ سے جنتی قرار دیا کہ اُس نے ایک جانور کی جان بچائی تھی۔ فتح مکہ کے بعد سارا عرب اس بات کا مُنتظر تھا کہ دیکھیں آج کفار مکہ کا کیا انجام ہوتا ہے۔ آنحضرت نے ثابت کیا کہ وہ واقعی رحمت العالمین ہیں اور اپنے دشمنوں کو معاف کر دیا۔ یہ ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ حکومت الٰہیہ زمین پر قائم ہو چکی تھی۔

سنت کا اصل پیرو وہ ہے جس کی زندگی میں آنحضرت کے اس اخلاق کی جھلک نظر آئے۔ سنت کی پیروی صرف داڑھیوں کی لمبائی اور پائے جاموں کی ٹخنوں سے اونچائی نہیں۔ سنت کی اصل پیروی اخلاق و کردار میں آنحضرت کا بروز بننا ہے۔